جیون بوٹی
اس کے استعمال کرنے سے طاقت آتی اور
جیون بوٹی کا استعمال معدہ اور دماغ

ہے دنیا کی تمام کتابوں سے رگوید سب سے پہلی کتاب ہے جسمیں پیدائش دنیا کا صحیح حال مندرج ہے۔ پس بوجوہات بالا آریہ مذہب کے علاوہ دنیا کے کل مذاہب جھوٹے بناوٹی اور ناقابل اعتبار ہیں۔ کیونکہ ہر ایک مذہب میں قریب قریب آدم پرستی بت پرستی قبر پرستی جائز و روا ہے۔ چونکہ مجھے کسی مذہب سے ذاتی کاوش نہیں اور نہ میں کسی مذہب کی توہین کرتا ہوں کیونکہ ہر شخص کا مذہب اس کے عقائد کے مطابق سچا اور اسکا پیشوا برحق ہے۔ لیکن بقول دھرم ویر پنڈت لیکھرام آریہ شہید مجھکو اسکی اس اپیل کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ جو انہوں نے قوم کی خدمت میں یہ خیال کرتے ہوئے کہا تھا "اب وہ وقت آگیا ہے کہ بھارت ہو میں اس سرے سے اُس سرے تک مذہبی جوش جگا دیا جاوے۔ اور خالص آریہ دھرم کے پاک اصولوں کو جیسا کہ ویدوں میں تحریر ہے نقارہ کی چوٹ مشتہر کیا جاوے"۔

کیونکہ بقول لالہ ہیم چندر مرحوم زمانہ حال میں آریہ ورت نو ہسیوں کو ہڑپ کرنے کیلئے بڑے بڑے اژدہا منہ پھیلائے کھڑے ہیں اور رات دن کے نقطۂ انقلاب غریبوں اور مالیوں کو نگل جاتے ہیں۔ ان اژدہاؤں میں سب سے بڑا اژدہا عیسائی مذہب ہے۔ جو مختلف فریبوں سے ہمارے پوتر دیس کے بالکوں کو پھیلا پھیلا کر نگلتا رہتا ہے۔ اس کے بعد محمدن صاحب بھی اس کے کوشاں ہیں۔

چنانچہ ہر کس و ناکس کے دل میں سچے دھرم کا امرت لوانے اور ملک کے سدہار کی اس سے بڑھکر دیگر تجویز نہیں ہو سکتی کہ جہاں ویدک دھرم کے اُپدیش اور اصول سے کام لیا جائے وہاں ساتھ ہی ساتھ ملک کی قدیم عظمت اور شوکت کے تواریخی حالات نہایت تحقیق کے ساتھ جمع کر کے ملک و قوم کے سامنے پیش کئے جائیں۔ کیونکہ بلا معلومات توباں یہ امر قریب قریب طے پا چکا ہے کہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اور ایک عظیم الشان قوم کہلانے کا کبھی فخر و استحقاق نہیں رکھتی۔

پس مذہبی جوش اور سدہار کیلئے پراچین آریہ پرشوں انکی تحقیقاتوں ان کے علوم اور کارناموں کے حالات فراہم کرنا اور قوم کے بچے بچے تک پہنچانا ہوں

میں پہونچانا بہت ہی ضروری امر ہے۔ اس لیے راقم اپنے سلسلہ کا یہ چھٹا نمبر پبلک و قوم کی سیوا میں پیش کرتا ہے۔ جو مہاراجہ بھوج والئے دھارا و اجین کی مکمل سوانح عمری ہے۔

اس کے مطالعہ سے ہندوستان کے بہادروں۔ دولتمندوں عقلمندوں و عالموں کے کارناموں کے پوچھنے کا غالباً عوام الناس کو شوق پیدا ہوگا۔ اور ان امور کی پوری صراحت ہو جائے گی کہ جو ملک آجکل نیم وحشی بن رہا ہے وہ چودہ سو برس پیشتر کس عروج پر تھا۔ اور اب اس کا کیا حال ہے۔ تاکہ ہمارے بھائی دشمنوں کے فریب سے واقف ہو کر ان سے بچنے کی کوشش کریں۔

اوم شانتی۔

پبلک کا خادم۔ رگھبیر سنگھ اہلکار۔

رئیس اجمیر

ادم

شرمان

مہاراجہ بھوج والئے اوجین کی سوانح عمری

(خلاصہ تمہید)

مہاراجہ بھوج کے عہد خلافت کو مورخان یورپ نے ایک ایسی مذبذب
حالت میں ڈالا ہوا ہے کہ عام وخاص کو یہ تمیز نہیں ہوتی کہ وہ کب اور کس سمت میں ح
کیونکہ اکثر اسی کو مہاراجہ بکرم ادیتہ کہتے ہیں جو سمت سے بہت عرصہ پیشتر ہوا
قبل از مسیح اس نے اپنا سمت قائم کیا جس کے وزیروں میں کالیداس
ملک الشعراء و مصنف شاستر ایک مشہور و معروف شخص تھا۔ اور اس کا وہ زما

تھا۔ جب یہ وقت آریہ ورت سے گرد کر دور دراز ملکوں میں پہنچ کر ہندوستان سے خارج ہو رہا تھا۔ اور اس کی کوشش سے از سر نو سینہ سنا تن دھرم کا پرچار ہو چلا تھا۔ یہاں کے رہنے والے آریہ ارتھات شا ستھے۔ گھر گھر ویدوں کے منتر مدھر اور سریلی آواز سے گائے جاتے تھے۔ مگر آجکل کے مشرقی علماء اس مشہور عالم مہاراجہ بکرماجیت اعظم کی ہستی سے بھی منکر ہیں۔ جو آریہ ورت میں بلا شرکت غیرے عرصہ دراز تک شہنشاہی کرتا رہا یہاں تک کہ ۰۰ رئیس اور راجے اس کے ماتحت تھے انہی نے روم کو فتح کیا قوم متھن کو زیر کر لوگوں کے قرضے چکائے کہ جسکا ثبوت کالیداس کی تحریر کردہ کتاب جیوترودا بہرن۔ بکرم پر بنسے بخوبی ملتا ہے۔ اور وہی انبول موسرخ بھی اپنی کتاب میں اسی امر کی تائید کرتا ہے۔ علاوہ ازیں اور بہت سے اسی قسم کے ثبوت ہیں۔ جو پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے اپنی کتاب تاریخ دنیا کے حصہ دوم میں فرماتے ہیں۔ ہماری تحریر کردہ سوانحمری مہاراجہ بکرم میں موجود ہے۔ لیکن ہم متذکرہ بالا اعتراضوں کو چھوڑ کر جو سراسر بیہودہ اور فضول ہیں۔ اب اس امر پر غور کرینگے۔ کہ مہاراجہ بھوج کون تھا۔ کب پیدا ہوا۔ کس سنہ و سمت میں تخت نشین ہوا۔ اس کی نسبت تحقیقات بسیار سے یہ پتہ لگتا ہے کہ وہ سمت بکرمی میں تخت نشین ہوا۔ اور تخت نشینی کے وقت اس نے سب میں بڑا جو کام کیا یہ تھا کہ بھوپال کے قریب اپنی پیدائش کا دوش دور کرنے کیلئے ایک بہت بڑا بند باندھا۔ جو آجکل علاقہ بھوپال میں پرگنہ تال کہلاتا ہے۔ اور مالیت کوئی تین چار لاکھ روپیہ سالانہ کا اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس راجہ کے پانچ وزیر تھے۔ جنہیں کو کا پنڈت اعلیٰ درجہ کا عیاش دور اندیش اور دانشمند ہو گذرا ہے۔ اور اس کی نسبت یہ بھی روایت ہے کہ وہی کوک شاستر کا مصنف ہوا ہے۔ مہاراجہ بھوج کی نسبت اکثر پرانی تواریخوں کتھوں روایتوں اور سنگھاسن بتیسی جیسی کہانیوں سے پایا جاتا ہے کہ وہ مہاراجہ بکرم سے چند سال بعد ۔۔۔ نہ تھا۔ لیکن ۔۔۔

ہندوستان کا مہاراجہ اول درجہ کا کریم النفس اور عادل تھا۔ شب و روز رعایا پرور کا
...لاموں کی داد رسی میں مصروف رہتا تھا۔ اس کے عہد میں ہندوستان
...ندہ ہوگئے تھے اور رذیل سے رذیل شخص بھی صاحب علم تھا۔

اس مہاراجہ نے سمت ۱۵ بکرمی میں تخت نشین ہو کر سمت ۱۳ تک راج کیا اور راجہ
سمت مہاراجہ بکرماجیت اعظم کا وہ سنگھاسن پاکر جس میں ۳۲ پتلیاں طلائی خالص کی جڑی
تھیں۔ اور ہر ایک پتلی کے جسم پر مہاراجہ بکرم کے جدا جدا کارنامے کندہ
تھے۔ ۳۲ یوم تک ایک عبرت خیز سبق ان کارناموں کے مطالعہ سے حاصل کر
سلطنت کو چھوڑ دنیا سے منہ موڑ عبادت الٰہی میں مصروف ہوگیا تھا اور ۱۲ برس
عبادت کرنے کے بعد دنیا سے بھی اسے چھوڑ دیا تھا یعنی وہ راہی ملک عدم ہوا
لیکن اپنی ماں اور باپ کی وفات کے بعد جسطرح اس نے اپنے چچا راجہ
منج کو شرمندہ کر راجگدی اجین حاصل کی اور اپنا وقت ملک کی بہبودی اور
انتظام میں صرف کیا۔ اس کا اندازہ اس کے اس حکم سے لگایا سکتا ہے کہ اس
نے اپنی سلطنت میں عام طور پر یہ اعلان دیا تھا کہ سال بھر کے اندر جو عورت
یا مرد دارالسلطنت دارا دہین یا اس کے کسی حصہ میں جاہل دیکھا پایا جاویگا
وہ ملک سے باہر نکال دیا جاویگا۔ چنانچہ اس حکم کا رعایا پر یہانتک اثر ہوا کہ اس
کے راج میں کوئی شخص بھی جاہل مطلق نہ رہا اور جب ایک پنڈت مارکنڈ
نے پوران اور کوشیو پران تصنیف کر اس کے حضور میں پیش کیے تو اس نے
اس کے ہاتھ کٹوا دیئے اور ان چالاکیوں کو روکا جو مضر خلائق ثابت ہوئے۔ مگر
برعکس اس کے جس کسی پنڈت نے علمی اخلاقی تاریخی معاشی مذاق کے گرنتھ
تیار کیے ان کو انعام و اکرام سے مالامال کر دیا۔ ملک کے ہر حصے میں شفاخانے
اور محتاج خانے قائم کیے۔ بڑی بڑی پختہ اور سنگین سڑکیں نکلوائیں ویدک
تعلیم کی پاٹھ شالہ اور کالج تعمیر ہوئے نئے نئے قانون امن و آسائش رعایا کے
لیے تیار کیے گئے۔ دربار عام میں فریادی کیلئے ایک بڑی سی زنجیر میں گھنٹی

نکلوائی کہ ہر شخص جس وقت چاہتے قرۃ دکر سکتے۔

غرض یہ کہ اس کے دارا لسلطنت میں طرح طرح کی خوش

اور اس کے تمام قوم کو حاصل ہوئی سب اس موقعہ پر ہمارا

ہے۔ تا وقتیکہ ہم آریہ ورت دیش کے عروج و اقبال اور ادبار و زوال کا مختصر سا تحریر کر کے یہ ثابت نہ کر دیں کہ وہ کونسے اصول موضوعہ ہیں جو قومی ترقی اور تنزل کا سبب ہوتے ہیں اور جن کی کمی بیشی قومی ہستی کو زیر و زبر کر سکتی ہے۔ پس قبل اس کے کہ مہاراجہ بھوج کے حالات وضاحت کے ساتھ بیان کیے جائیں۔ پہلے بدنصیب بھارت کی سنتان کی ادبار و زوال کی کہانی تحریر کی جاتی ہے۔

بدنصیب بھارت کی سنتان کے ادبار و زوال کی مختصر کہانی

حکمائے مغرب نے انسانی تہذیب اور تمدن کے کل فروعات پر غور کر کے مسئلہ ترقی و تنزل قومی ہستی کا اس طرح حل کیا ہے۔ دنیا میں وہی قوم ترقی کرتی ہے۔ جو اپنی روزانہ ضروریات کے اسباب مہیا کرنے پر قادر ہو۔ ایسی قوم کا تمدن رفتہ رفتہ اپنی کل ضروریات کا خود ہی بالواسطہ یا بلا واسطہ کفیل بنتا چلا جاتا ہے۔ اور اس کا پایہ استطاعت بھی بلند ہو جاتا ہے۔ مگر برعکس اس کے جو قوم اپنے مرتبہ سے گر گئی ہو۔ اور اپنی ضروریات کے سامان مہیا کرنے میں قاصر ہو۔ علم و ہنر سے گریز کرے تو بجائے اس کے کہ اسی کے حسن معاد و معاش کو فروغ ہو۔ عسرت و احتیاج افسردہ دلی اسی کے

جوہر کو بے آب اور نور کو بے نور کر دیتی ہے۔

ثابت ہوا کہ ترقی وتنزل کا مندرجہ بالا بیان ہی ایک احوال ہے درست ویس اور اصول ترقی کی پابندی خاطر خواہ ہوتی رہی۔ تبھی تک یہ ملک علم وفضل کی کان اور موجد فن کیلئے مایۂ ناز رہا۔ لیکن جونہی ویدوں کے زمانہ نے بے انت انقلابوں سے پلٹا کھایا اور زمانہ منو کے بعد اسمرتیوں کی طاقت زائل ہوکر رامائن اور مہابھارت کا وقت بھی گذر گیا تب شاکتک مت کا عروج ہوا۔ بودھ مت جین مت بھی پھیلنے لگا اسی زمانہ میں بیرونی پارسیوں نے حملے کرنے شروع کیئے۔ لیکن دوران سلطنت مہاراجہ چندر گپت، بکرماجیت اعظم شالباہن منج و بھوج اہل ہند نے اپنی گری ہوئی حالت کو سنبھالا اور حملہ آوروں کے دانت ایسے کھٹے کیئے کہ بار دیگر انکو ہند پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

گو زمانہ مہابھارت سے عہد مہاراجہ بھوج تک باشندگان ہند ایک ہی مذہب وملت کے پیرو رہتے رہے۔ گرو دوارکا سے خارج ہونے کے بعد سوشنش کی اولاد نے سندھ ندی کے دونوں طرف جمہوری ریاستوں کی بنیاد ڈالی اور گنج گڑہ دو شخصوں نے دو قلعہ گجنی المعروف غزنی۔ گراہ گھاٹ المعروف گڑھی دات تعمیر کرائی اور اپنی سلطنت پھیلانے لگے۔ تو ان پر روم اور خراسان کے بادشاہوں نے حملہ کیا۔ گجنی کے مقام پر راجہ گنج مارا گیا اور اس کا بیٹا سالباہن پنجاب کیطرف بھاگ آیا۔ اس نے سلوان کوٹ جو اب سیالکوٹ کہلاتا ہے آباد کیا۔ اسی طرح گراہ گھاٹ بھی تباہ ہوا۔ آخرکار مذہبی تغیر کے ساتھ جو زمانہ مہابھارت کے بعد ہونا شروع ہوگیا تھا۔ قومی اخوت کا سلسلہ ہی ٹوٹ گیا اور اس زمانہ تغیر مذہب میں جو وقتاً فوقتاً انقلاب عظیم پیدا ہوئے ان سے بدبخت بھارت کی اولاد کو نہ تھی کہ کوئی موقعہ نہ ملا [illegible] بدولت جنگ وجدل کی آتش بھڑک اٹھی [illegible] سے مسلمان بادشاہوں نے ہند پر حملے کرنے شروع کیئے اور وہ ہندو راجوں کو

تباہ کرنے لگے۔ اور جب مسلمانوں کے ہند میں قدم جم گئے۔ انہوں نے ہر طرح
کے ظلم کیئے۔ ہزار ہا معصوم و یتیم بچوں کے گلے کاٹے۔ انکو لونڈی اور غلام بنایا۔
اور محمد بن قاسم اور محمود غزنوی کے وقت سے باہر والے
لوگ ڈاکوؤں کی طرح ہندوستان کو لوٹتے رہے۔ محمد بن قاسم نے [illegible]
فتح کرنے کے بعد تیس ہزار آدمی قید کیئے۔ جن میں چھ ہزار راجہ کے سر کے ساتھ
خلیفہ ولید کے پاس بھیجے۔ جہاں وہ لوگ بیچے گئے۔ کچھ افسروں کے درمیان تقسیم
ہوئے۔ اور باقیوں کی نسبت خلیفہ کا یہ فرمان صادر ہوا کہ شہر [illegible] ان [illegible]
پس اس نے دیبال و مندر گرا کر قتل عام کا حکم دیا۔ عرصہ تک یہی حکم جاری رہا۔
ہزارہا مندر اور مورتیں توڑ پھوڑ کر خاک سیاہ کر دیئے گئے۔ اور اس اور زمانہ دوراں
کے زمانہ میں اہل ہند پر جو افلاس و مصیبت کی گھٹا چھائی۔ اس کا بیان کرتے
ہوئے ہمارا دل کانپتا ہے۔ رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر یہ سوال پیدا ہوتا
ہے۔ کہ وہ قوم جو آدم سے لیکر [illegible] تک بلا شرکت غیرے مالک
رہی ہے زمین کی فرمانبرداری اس کی حشمت و شوکت چار دانگ عالم اور سلطنت کا [illegible]
دفعتہ ہو جانا بڑا حیرتناک ہے۔ اس سوال کا جواب اپنی حیرت اور پریشانی دفع کرنے
کیلئے نہایت ضروری ہے۔ جس کو ہمارے دل سے یہ کہ کوئی قوم اپنی جگہ پر قائم
نہیں رہ سکتی۔ تاوقتیکہ اس میں مندرجہ ذیل چار اصول کی صداقت نہ ہو۔

پہلا یہ کہ اس میں قدرتی اسباب کی تحقیقات کرنے کا پورا مذاق یا شوق
ہو جس سے جہالت دور ہو۔

دوسرا یہ کہ جو ایک بات ثبوت پر [illegible] ہو۔ اس کو دفعتہ قبول نہ کی
جائے۔

تیسرا۔ عملی شوق اعلے درجہ کا ہو۔

چوتھا۔ اس کی [illegible]
ثابت ہو۔

یہ چندرہ ورق کی چھوٹی سی کتاب ہے۔ اور اس میں امور مقصد(۱) ...
ہیں۔ آج سموت ۵۵ بکرم میں شنکرانی مرکبہ ر
سنگھ جی نے اپنے چھوٹے بھائی بھوج کو یہ وصیت کی۔

اے بھائی میرا آخری وقت ہے۔ اور تمہیں اپنے دیس کا اتہاس
اچھی طرح یاد ہے کہ اس پر ۸ صدیاں کیسے انقلاب کی گذر چکی ہیں ویدک
دھرم کے خلاف بودھ کا چکر چلا۔ ناستک دھرم کے ماننے والوں نے ملک کے
ہر حصہ میں کیسی کیسی آگ لگائی ہیں کہ بکرم آدیتہ تک سارا ملک بد امنی
اور ابتری کا شکار بنا۔ مگر دھن ہے ہمارے مایہ ور بزرگ مہاتما پرگی
مہاراجہ بکرم آدیتہ کو جس نے حملہ آوروں کو شکست دیکر پسپا کر دیا۔ اور
مذہبی حملہ آوروں کو زیر کیا بلکہ اپنے ویدک دھرم کی رکھشا کو بودھ دھرم
اسکے ... راجوں مہاراجوں کو وہ نیچا دکھایا کہ سب اس کی تلوار کا لوہا
مان گئے۔ اور اس کے سامنے علمی عقلی مباحثہ میں بھی عاجز ہوئے تب
ہی اس نے چکرورتی راجہ کا خطاب پایا۔ اپنا سمت قائم کیا جس کے
نورتنوں میں امر سنگھ۔ دھنونتری۔ کالیداس۔ وراہا مہر۔ ورار وچی۔
سنکو۔ ویتال بھٹ۔ گھٹکر پر۔ کشپنک بڑے عالم و فاضل اور مصنف
موجود تھے۔ کیا ان مہاتماؤں کی آتما جن کو دنیا سے گئے ہوئے پانسو برس
ہوگئے اب دنیا میں موجود نہیں۔ میرا خیال ہے وہ سب کے سب
زندہ ہیں مگر ہمیں نظر نہیں آتے ہم فقط ان کے نام اور ان کے کام پر
بھی فخر کرتے ہیں اور ہمیں ناز ہے کہ ہم بھی انہیں کی اولاد ہیں۔ ان
کی دانائی اور عقلمندی بیتال پچیسی سے عیاں ہے۔ بھائی میرے بھوج
اور فتح دونوں بچے ہیں۔ میرے بعد بھوج کو راج تلک دینا اور اسے
شرنگیری مٹھ کے آچاریہ ... وسنکر آچاریہ کے پاس جو چار برس
سے یاد ... آچاریہ چوتھا سنکراچاریہ تھا جو سمت ... بکرم میں سرنگیری مٹھ کی گدی پر بیٹھا

جب راجہ سندھل قضائے الہی سے فوت ہو گیا۔ اور منج نے اپنے بھتیجے بھوج
کو ... حصول علم و دیا کو بھیج دیا۔ اس کے بعد وہ سلطنت ... کے
ساتھ سلطنت کرتا رہا۔ مگر اس عرصہ میں بھوج تمام علوم کی
تعلیم پا کر تمام علوم و فنون میں کامل ہو گیا۔ اور اس کی لیاقت کا شہرہ نزدیک اور
دور تک پہونچا۔ تب تو راجہ منج جبکو سلطنت کرتے ہوئے کئی سال ہو چکے تھے۔
گھبرایا اور اس کو اپنی زندگی کے نشان اور حکومت کے اس پر منتقل ہو جانے کا
خیال پیدا ہوا اسلیے وہ اپنے بھائی کی وصیت کو بھلا کر بھوج سے حسد کرنے لگا
اور اپنے وزیروں سے کرناٹ نامی ایک وزیر کو یہ حکم دیا۔ "کرناجی بھوج کو
ہماری ذات پر بڑا اعتبار ہے مگر چونکہ بھوج اس وقت اس قابل ہو گیا ہے کہ راج
کر سکے۔ اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ مجھ سے تخت نہ چھین لے لہذا
میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس کو مہوش کر کے یہاں سے لا کر کسی ایسی جگہ قتل کرو کہ
کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔"
وزیر راجہ منج کی بد نیت ہو جانے کا خیال کر زیادہ گفتگو نہ کر سکا اور
اس کی تعمیل حکم کو تیار ہو گیا۔ جب کرناٹ بھوجکو اپنے ہمراہ لے کر
ایک جنگل ویرانہ میں پہونچا تو تلوار میان سے نکال کر بھوج سے کہنے لگا "اے
شاہزادہ ہوشیار ہو مجھکو راجہ منج نے تیرے قتل پر مامور کیا ہے اگر تم نے
کچھ کہنا ہے کہہ لو ورنہ میں تجھے ہلاک کرتا ہوں۔"
راجکمار بھوج کرناٹ کے مندرجہ بالا بیان پر ایک ہمت و استقلال کے
ساتھ بولا۔ منتری جی اپنے مالک کا حکم ماننا سچے اور وفادار رعایا کا کام ہے
اور نوکر کا حکم کی تعمیل کرنا اس کے پیٹ کا گزارا بھرنے کیلئے اس کا فرض ہے پس
تم شوق سے مجھے قتل کرو تاکہ اپنے مالک کے روبرو تمہیں سرخروئی نصیب ہو
لیکن اتنی مہلت ضرور دو کہ میں اپنی حیات میں ایک چٹھی اپنے سرپرست اور ایک
بیگناہ کے خون کرنے والے چچا کو لکھ دوں۔ منتری اس بات پر رضامند ہو گیا

حکمن نہ لینے دونگا۔

جکو اپنے ہمراہ اوجین میں لے گیا اور ایک مقام
... پوشیدہ کر اس کی چٹھی منج کے حوالے کی۔

راجہ منج نے جونہی بھوج کی تقریر پڑھی بیہوش ہو کر تخت سے گر پڑا جب
کچھ ہوش آیا تو اپنی ظالمانہ حرکات کو یاد کر کے بھوج ہائے بھوج کہہ کر
ڈھاریں مار کر رونے لگا۔ پھر تلوار میان سے کھینچکر خودکشی کا ارادہ کیا۔ کرتا
نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اس طرح رطب اللسانی شروع کی۔ اسے کوتہ اندیش
مجھے اول ہی یہ معلوم تھا کہ بھوج کے قتل کرنے کے بعد تجھے بڑی ندامت و
شرمساری ہوگی۔ اب تو اس کو یاد کریگا۔ میں نے اُسے قتل نہیں کیا وہ میرے
گھر موجود ہے۔ تو احمقانہ حرکت سے باز آ اور راجہ سندھل کی وصیت
پر عمل کر۔

راجہ منج کرتا کی مندرجہ بالا تقریر سے بہت خوش ہوا اسی وقت بھوج
کو بلا کے گدی پر بٹھایا۔ اور دربار عام میں کھڑے ہو کر یہ اسپیچ دی:۔

صاحبان! آج میں اپنے قصوروں کی معافی کا خواستگار ہو کر
انہیں ظاہر کرتا ہوں۔ اور اپنے بھائی سندھل کی وصیت کے مطابق بھوج
کو گدی نشین کر چکا ہوں۔ بھوج دراصل لائق فرمانروائی اور سزاوار سلطنت ہی
ہے میں سخت جہالت پر تھا کہ میں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا اور کرتا بیٹ
کو اس کے قتل پر مامور کر دیا مجھے سخت شرمساری ہے کہ میں نے کیوں ایسی
حرکت کی۔ صاحبو آپ سب مجھے معاف کرو۔ اور مہاراجہ بھوج سے مجھے معافی
دلاؤ۔

راجہ منج کی اس تقریر سے بھوج بھی متاثر ہو گیا اور تخت سے
نیچے اتر کے چچا کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ چچا جی میں نے آپ کو معاف کیا پرماتما بھی
نہیں بخشتے لیکن آئندہ کو پرماتما سے ڈرتے رہنا کسی کی دل آزاری نہ کرنا۔

یعنی سبھا پارلیمنٹ قائم کی۔ قانون بنائے۔ سررشتہ تعلیم کا محکمہ جاری کیا
شخص کو علم پڑھنے کا موقعہ دیا۔ تمام شہر و قصبوں میں اسکول و کالج بنائے
کالج اور پاٹ شالہ بنائے گئے اس میں پڑھنے والوں
کو وظیفہ اور خرچ خورد و نوش کا انتظام کیا۔ ہر محکمہ کے ملازموں کیلئے امتحانات لازمی
کر دیے۔ جاہلوں کو بلا کر عام حکم صادر کیا کہ جو شخص ایک سال کے اندر علم حاصل
نہ کرے گا ملک کے باہر نکالدیا جائیگا۔ پس ہر شخص تحصیل علوم کیطرف راغب ہوا
اور تھوڑے عرصہ میں ملک کی جہالت کا ناس ہو گیا۔

چنانچہ اس کے عہد خلافت کا ایک مؤرخ نے شہر اوجین کا یہ نقشہ کھینچا
ہے۔ مہاراجہ بھوج کا زمانہ ملک و قوم کیلئے بہت فائدہ مند تھا۔ اس کے عہد میں
عورتیں پڑھتی لکھتی تھیں۔ صنعت و حرفت کی بہت ترقی تھی۔ نقاشی مصوری
اور دیگر ایجادوں سے شہر اوجین دنیا کے تمام شہروں سے عقل و فضیلت
خوبصورتی اور دولت میں زندہ کمان تھا۔ یہاں کی ساخت کی چیزیں تمام
ممالک یورپ وغیرہ کو جاتی تھیں۔ اور شاہان یورپ انپر تعجب کرتے تھے۔

غرض یہ کہ مہاراجہ بھوج کو جب حسب دلخواہ انتظام ملکی سے فرصت ہوئی اور ایک
روز خلوت میں دنیاوی عیش کا ذکر آیا۔ تو وزیروں نے شادی کرنے پر مہاراجہ بھوج
کو مجبور کیا تو اس نے امیروں کو یہ جواب دیا۔ میں اس استری سے شادی کرونگا
جو علاوہ عالم ہونے کے مصنف بھی ہو۔ اسوقت سبھا میں بھاسکر آچاریہ بھی موجود
تھا۔ وہ مودب ہو کر عرض کرنے لگا۔ میری جان میری بیٹی لیلاوتی اس قابل ہے

تتمہ حاشیہ صفحہ سولہ۔ زیر اور اس کا خسر جانتے ہیں۔ اور چیرا ساگر سیاماں
آچاریہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بھاسکر آچاریہ مہاراجہ بھوج کا خسر تھا۔ اور چونکہ اسوقت
نہ زمانہ حال کی طرح کوئی شخص تعصب کی زنجیر مسلسل میں گرفتار رہتا اور نہ اختلاف
مذہب یا ذات کو زمانہ حال کی طرح رواج دے رکھا تھا۔ اس لئے شادی بیاہ اور ہر
قسم کی سوشل رسوموں میں تنزلی کا پتا نہ ہوتا تھا۔

معروف شخص کو کارپردازان جیل نے حاضر دربار کیا جو ایک مدت مدید میں عہدہ
[illegible]ت سے معزول ہو کر بندیخانہ میں بھیجا گیا تھا۔ کوکا نے حاضر دربار ہو کر
[illegible] حضور نے کس لیے یاد فرمایا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ اے
[illegible] با تدبیر اگرچہ تمہارا قصور ہمیشہ کیلیے تم کو جیلخانہ میں رکھنے کا موجب ہے لیکن
آج اس صورت میں وہ معاف کیا جاویگا۔ کہ اس رنڈی کو جو حاضر دربار ہے اور
بڑی گستاخی سے ساتھ کہہ رہا ہے کہ سلطنت بھوج میں کوئی مرد نہیں۔ تم تابو
میں لاؤ اور اس کی مراد پوری کرو۔

کوکا نے مہاراج کا حکم سنکر اجازت چاہی اور دو سوزن طلائی ناصح
کی ہمراہ سے عورت کا ہاتھ پکڑ اس مکان میں لے گیا جو اسیواسطے تیار کرایا گیا
تھا۔ پس اس نے بوس کنار اور مساس جسمانی سے بہت جلد عورت کو بیہوش کر
دونو سوئیاں اس کے پستان میں گاڑ دیں اور اسے مطلق خبر نہ ہوئی۔ ازاں بعد
حاضر دربار ہوا۔ اور کل ماجرا من وعن کہہ سنایا۔ اسی عرصہ میں عورت کو ہوش
آئی۔ اور وہ اپنے بدن کو چادر سے چھپا کر شرمسار و منفعل حاضر دربار ہوئی اور
بادشاہ کو کہا اے حضرت میں چاہتی ہوں کہ میری شادی کوکا سے کیجائے ورنہ
میں ابھی چتا میں بیٹھ جاونگی۔ مہاراج بھوج نے انجام پر نظر کر کوکا کے ساتھ اس
کی شادی کردی۔ اور اسے حکم دیا اے دانشمند تم اپنے فن کے بموجب صاحب کمال
ہو۔ پس کوئی ایسا نسخہ تحریر کرو جس سے عورتوں کو مردوں کے حضور [illegible]
ایسے حرکات کا صدور نہ ہو۔ چنانچہ اس نے کوک شاستر نامی ایک چھوٹی سی
کتاب تحریر کی جسے [illegible] وہ کہتا ہے۔

کوک شاستر علم طب کی ایک شاخ ہے جسکا جاننا ہر ایک زن و مرد پر ضروری
ہے کیونکہ اس علم کے جاننے والے نہ فقط زنا بد بینوی سے محفوظ ہو سکتے ہیں
بلکہ وہ حسب دلخواہ اولاد پیدا کر سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ اس علم کی بدولت اسطرح
سے سوئی جیسے کپڑا سیتے ہیں۔

ظاہر کرتا ہے کہ اس میں تو اس علم کے موجد شیو جی مہاراج ہیں کہ جنہوں نے
ت شاستر تصنیف کرکے پاربتی جی کو سنایا اور اس کا نام
سکا نام آدشاستر بکرراجہ جی کو پڑھایا۔ میں بھی آدشاستر ہی سے
لکھتا ہوں۔

ناظرین علم کوک سے یہ مراد ہے اقسام عورت و مرد کو جاننا صحبت رکھنا
معاشرت کرنا اور یہ منقسم ہے اوپر پانچ حصص کے۔ چونکہ کوک شاستر کا کوئی
تعلق بوجہ اس بیان کے جو اوپر تحریر ہوا اس سوانحعمری سے نہیں ہے لہذا
ہم اسے چھوڑتے ہیں اور داستان رزم شروع کرتے ہیں۔ جو چھٹی صدی
بکرمی کا ایک خوفناک واقعہ ہے۔ اگر فرصت ملی تو کوک شاستر کا اصلی ترجمہ
بھی کسی وقت پبلک کے روبرو پیش کرینگے۔

چھٹی صدی بکرمی کے انقلاب کا خوفناک نظارہ

زمانہ کی بے اتفاقی بے حجابی بے رحمی رات دن کا تغیر تبدل عناصر کا
مد و جزر خوفناک حادثے دریاؤں کا اتار چڑھاؤ۔ درختوں کا نشو و نما
کی گردشیں شمس و قمر کا طلوع و غروب ہر وقت آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے
ماس و روز و شب کا زمین کا دورہ سیارات کا صعود و نزول ہمیشہ
عجیب و غریب رنگتیں پیدا کرتا ہے۔ غرض یہ کہ عالم صغیر کا نقشہ اپنے نادر
بودگی کے ساتھ عالم کبیر کی کیفیتیں دکھاتا ہوا ہر وقت نیا رنگ کھلاتا نظر آتا ہے

ملے بالی دنیا کا نام ہے۔ سے شیو جی کی استری کا نام ہے۔

سے ہمارے معزز ناظرین کو ظاہر ہوگا کہ مہابھارت کے بعد عہد
برٹش گورنمنٹ تک ہندوستان میں نااتفاقی اور جہالت کی آگ نے اس
ملک کے تباہ کرنے میں کیسا کچھ حصہ لیا ہے۔۔۔
ملک چین تہذیب کی تاریخ کا نام و نشان مٹ گیا بلکہ
کے نام بھی بدل گئے کیونکہ ویدک دھرم کے مخالف جب بودھ دھرم ہندوستان
میں پھیلنا شروع ہوا تو اس کے ساتھ ساتھ ہی ممالک غیر کے باشندوں
بلکہ حملہ آوروں نے ایسے حملے کرنے شروع کیے۔ کہ جن کے تواریخی اوراق شاہد
ہیں اور ہر ایک مصنف کی کتب تواریخی سے خواہ اس کا مصنف کسی مذہب
و ملت کا پیرو کیوں نہ ہو۔ یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ہندوستان کی قدیم
تاریخ جو بالکل کس مپرسی کی حالت میں پڑی ہوئی ہے ایک حد تک
دنیا کی تاریخ کا خلاصہ ہے اور آریہ ورت کی پاک بھومی ہے وہ سرزمین ہے
کہ جس کے چپہ چپہ سے اس وقت تک باوجودیکہ اس پر بہت سے سلاطین
عظام کا عمل و دخل رہا۔ قدیم الایام کی تہذیب و اخلاق کے آثار نمایاں ہیں۔
اور جہاں اس دیس کے بے انتہا انقلابوں کی کثرت عدم واقفیت کی وجہ
سے تاریکی پہلو اختیار کیے ہوئے تھے انہی سے یہ چھٹی صدی بکری کے انقلاب
ایک خاص انقلاب ہے جس کی روایت کا جہاں تک ہم کو تحقیقی ثبوت ملا
یہ ہے۔

پہلی صدی بکرا جیتی کے اخیر ہندوستان کی وہ سلطنتیں جو پیدائش
حضرت مسیح سے پانسو برس پہلے بن گئی تھیں ایک صورت پر آ گئی
تھیں۔ یعنی سلطنت مگدھ جو آجکل کے جنوبی بہار کے علاقہ میں
دارالسلطنت پٹنہ تھا۔ شاہان موریہ کی نالائق اولاد کے ہاتھ سے
عرصے سلطنت مہاراجہ شری کرشن کی اولاد پر منتقل ہو کر بھی
حالت میں آگیا تھا۔ سلطنت پچادی جو گنگا کے شمالی علاقہ میں واقع تھی۔

اور جبکہ دارالسلطنت شہر ویسالی تھا بالکل ضعیف ہو چکی تھی علاوہ ازیں انکا

کا دارالسلطنت شہر چمپا وتی تھا ڈگمگ ڈگمگ کر رہی تھی سلطنت اودھ

طرف منتقل ہو گئی تھی اور نہایت نازک حالت

سے راجوں نے ترک وطن کیا تھا۔ بودھوں کے راج

ستے اور اگنی کل والوں کی سلطنتوں کا نشوونما ہوتا جاتا تھا سمت بکرمی

میں چھ سو رئیس و راجے فرمانروائے مالوہ مہاراجہ بکرماجیت اعظم کے زیر

فرمان ہندوستان میں حکومت کرتے تھے۔ مگر وفات مہاراجہ بکرم کے بعد

چند سرداروں نے سر اٹھایا۔ مونگیر پر سیام چرن موریہ نامی ایک

شخص جو مہاراجہ وکرم کا ایک وقت سپہ سالار رہ چکا تھا چند خاندانوں

کو تباہ و برباد کر کے مونگیر کا فرمانروا بن بیٹھا۔

کشمیر کیطرف کنشک نے سر اٹھایا جو حیات مہاراجہ بکرم میں بالکل زیر

ہو چکا تھا۔ اور نہ فقط اس نے علاقہ کشمیر پر قبضہ کیا بلکہ شہنشاہی کا دعوے

کرنے لگا۔ اور اس نے بودھ دھرم کا چوتھا اور آخری جلسہ کیا۔ مگر مہاراجہ

سالباہن نے سمت ۱۳۲ بکرمی تک کنشک اور اس کے جانشینوں کو مغلوب کیا

اور خود پٹن میں بطرز جمہوری سلطنت کرتا رہا۔ لیکن مہاراجہ بالدیو فرمانروائے

اوجین سے نہایت کشادہ دلی کے ساتھ ملتا رہا۔ بعد کو سمندر کو عبور کر کے جزائر

ملائے جاوا وسماٹرا بورنیو تیرہ تک فتح کر کے جزیرہ جاوا میں طرح اقامت

کی ڈالی۔ اسی عرصہ میں شاہان کشمیر جو کنشک کی اولاد سے تھے اور کشمیر

میں خفیہ سازشوں کے کرنے میں مصروف رہتے تھے پھر طاقتور ہو گئے

پس مہاراجہ سالباہن کے جزیرہ جاوا میں چلے جانے کے بعد ہندوستان

میں بڑی زبردست دو سلطنتیں قائم ہو گئیں۔

(۱) کشمیر میں قوم ستھین جنکا دوسرا نام ہنز تھا اور وہ کابل و قندھار، غزنی

تک وسعت میں تھی حکومت کرتے تھے۔

تان تک بڑھ آئے ہیں وہ ویدک مت کے پیرو، بودھ دھرم کا پرچار کرتے
... کو اذیت دیتے اور انکے گھروں کو برباد کر ڈالتے
... استھانوں پر قبضہ کر لیا۔ جو ولیش سرشٹ اوتم گنا
جاتا تھا وہ آج ودیشی ہونے لگا۔ اس بدقسمتی کے زمانہ میں مہاراجہ بھوج
میں خیال کرتا ہوں آپ اپنے جیون کی شانتی اور اُنتی ملک کیلئے قربانی
پر آمادہ ہو گئے اور اپنے پیارے دیش کی پیاری سورن بھومی کی حفاظت
کیلئے جہاں آپ کے دشمن نے عالم طفلی سے نشو ونما پایا ہے اور اسکو بودھ خراب
کرنے پر کمربستہ ہیں۔ آپ مہاراجہ بکرم سالباہن وغیرہ سے زیادہ بہادری کے
لڑنے پر مستعد ہو جاؤ گے۔ تمہارا دھرم تمہارا رہنما ہوگا۔ اور دھرم کے لئے
جنگ میں مر جانا تمہارے فخر کا سبب بنے گا۔

اے مہاراجہ جو مصیبتیں اسوقت متفرق اور متبرک مقامات پر کرشنا
وغیرہ کے ہاتھ سے گزر رہی ہیں۔ ان کے دیکھنے سے تو مر جانا بہتر
ہے۔ ... اتم مہاراجہ بکرماجیت شالباہن الیہ و الیوار کی بہادری یاد کرو جنہوں
نے ہونوں کی سلطنتیں برباد کیں اور ویدک دھرم کی رکشا کرتے رہے۔

مہاراجہ بھوج تم انہی بہادروں کی اولاد ہو جنہوں نے لڑائی میں کسی سے شکست نہیں
پائی۔ ہاں ہاں اسوقت فوراً اپنے آباؤ اجداد کی جرأت اور بہادری کو یاد کرو
اور اپنے شریف خاندان کی عظمت اپنی قوم کی شان و شوکت دوبالا کرنے کیلئے ان
بدیشیوں کی مذمت کو روکو۔

یوں کی مندرجہ بالا پرجوش تقریر سے جو اثر مہاراجہ بھوج پر ہوا اس کا
بیان کرنا ہمارے احاطہ امکان سے باہر ہے تاہم چھیر ساگر کا مورخ لکھتا ہے کہ
راجہ بھیم ان اور اس کے ظالم کرشنا وزیر نے مذہبی حفاظت کے بدلے ... کو
مار در گشت و خون کا بازار گرم ... مہاراجہ بھوج میں گرم کیا تو حیرت کی بجلی کو
یہ خبر سنکر فرط غضب سے تاب نہ رہی معلوم کی تقریر سے فرط جوش کے

سننے پر ایک اور تازیانہ لگا یا۔ مہاراجہ بھوج نے اسی وقت کھڑے ہو کر یہ
فقرات کہے۔

مہاتما اون جی آپ کی تقریر کو سن کر میرے دل و جگر میں
ہے کیا وہ بھوج جو علم و ہنر کا شائق دید ودیا اور دھرم ویرا اوپکار کا پرچارک
جگت میں مشہور ہے۔ دھرم و قوم کی ادنتی کیلئے یہ فرض انسانی ادا نہیں
کر سکتا کہ وہ ملعون قوم نیست و نابود کر دی جائے جس نے ویدک دھرم کے خلاف
پھر تلوار سنبھالی ہے جسنے خونریزی کو اپنا پیشہ قرار دے رکھا ہے جو ایکہزار
برس کے عرصہ سے بلا خیال شریف و رذیل ہر کسی کو دھرم کرم بیگانگت کی زنجیر
میں جکڑا کر میشو۔ یونان۔ سائبیریا۔ ٹرکی۔ مصر وہند وستان۔ بلخ و بخارا تبت و نیپال
تک پھیل گئی اور آریہ ورت میں بلا شرکت غیرے عرصہ دراز تک سلطنت
کرتی رہی۔ مگر راجہ چندر گپت نے تن تنہا اس قوم کا مقابلہ کر کے اسے نیم کیا
مہاراجہ بدرم نے کنگنش واسی کشمیر کا اس کے ساتھ توڑے لڑائیاں لڑ کر اسکا
منہ پھیر دیا۔ آخر میں شالباہن نے بودھوں کو جسطرح کا مادہ عوام پر ظاہر ہے
کیا ان لوگوں کے سروں میں جنون سمایا ہے جو بیٹر کے چھتے میں ہاتھ ڈالکر سلامتی
چاہتے ہیں۔

یہ کبھی نہ ہوگا بھوج اپنی ہمت و طاقت جان و مال تک اپنی
رعایا پر صرف کر دیگا۔ کشمیر میرا ہے اور میں اسے حاصل کرونگا۔ ابھے مان
اور اس کا وزیر گرشن جو کرتے ہیں انہیں انکی بدعنوانی کی سزا دونگا۔ فی الحال
صلح و جنگ دونوں کیلئے میں ابھے مان کو موقعہ دیتا ہوں اگر وہ اپنی حرکت
سے باز نہ رہیگا تو اس کا نتیجہ اس کے آگے آئیگا۔ پس ضروری ہے کہ ایک تحریر
کے ذریعہ سے ابھے مان کو متنبہ کیا جائے تاکہ وہ اپنی شرارتوں سے باز آئے چنانچہ
مہاراجہ بھوج نے ایک حکمنامہ تحریر کر بدست مہاتما اون ابھے مان کے پاس
بھیجا جسمیں یہ مضمون تحریر تھا۔

صاحبان! انسانی زندگی میں بہت سے واقعات پیش آتے ہیں جبکہ اسکی
... کو نقصان پہونچتا ہے پس ایسے موقعوں پر انسان کا یہی فرض
ہے تمام قواعد کو نظر انداز کرکے جان و مال سے ملک و قوم کو فائدہ
پہنچائے یہی وقت مجھکو درپیش ہے - کیونکہ راجہ ابھے مان اور اس کے سرداروں
کے اطوار صاف بتا رہے ہیں کہ انکا عناد اس حد تک پہونچگیا ہے جس سے ہر جا
طرف بے اطمینانی پھیل رہی ہے - اسوقت ضرورت تھی کہ ابھے مان صلح کرکر
اور سرکشی سے باز آئے - مگر افسوس قوم ہنر کے سرپرست اور فرزند اتہذیب
و انسانیت اگر کسی بات پر دھیان نہیں دہرتے - وہ اس امر پر تلے ہوئے
ہیں کہ ہم سے متفق ہو کر کے اپنے دلی ارمان کا سچا زکالیں ہماری خط و کتابت کی
جسکی کچھ تفصیل کیکھی وہ خاص و عام پر ظاہر ہے - اگرچہ ہم صلح کل پالیسی امن
پسندی کیلئے اس امر کا منتظر تھی کہ تلوار نہ کھینچے - خون نہ بہے - لیکن ہم معہ
اپنی کل فوج کے ایک خود غرضانہ سلطک ... کیلئے تلوار کھینچنے پر مجبور ہوتے
ہیں ہمارا دھرم ہمارے کرم کا شاہد ہے - اور عوام الناس بھی جانتے ہیں کہ ہمنے
اپنی جانب سے جنگ نہیں چھیڑا ہے - مگر بمصداق تنگ آمد بجنگ آمد جبکہ
نوبت ہمارے علاقوں پر پڑنے آ رہی ہے پس ہم کو اس خیال سے بڑی تسلی ہے کہ
ہمارا پیارا تمام حق کو حق پر رکھا جائیگا - قوم ہنر کی بد اخلاقی عدا عتدال سے گذر گئی ہے
ان کا سفید جھنڈا انہیں کے خون سے سرخ ہوگا - ہم نے اپنے دل میں قطعی
فیصلہ کر لیا ہے کہ اس اٹھتے ہوئے فتنہ و فساد کا خاتمہ تلوار سے کرینگے - وہ خود سر
قوم اپنی سینہ زوریاں دکھلا کر جبتک خود اپنے منہ کی نہ کھائیگی اپنی بد اطواری سے
باز نہ آئے گی -

اے ویدک دھرم کے پرا اپکاری اور معزز لوگو آپ خوب جانتے ہیں کہ یہ
قوم پیشتر بھی کئی مرتبہ سر اٹھا کر پسپا ہو چکی ہے - اور غالباً اس مرتبہ بھی ایسا
ہی ہوگا - ہمیں اس موقعہ پر اگر کچھ افسوس ہے تو یہ ہے کہ ابھے مان اور اسکے

کیا اے راجہ ابھے مان تم اپنے بزرگوں اور اگنی کل کے معرکوں کو صفحۂ دل پر
مانند صرف ناد رست بالکل بھلا بیٹھے ہو۔ کیا اگنی کل والوں کے
کی موزونیت ان کے نشان اور ان کے نعرہ جنگ
ہو گئے ہیں۔ ہمارا خیال ہے یہ سب باتیں تم کو یاد ہونگی کیونکہ ماتری گپت وہ پہلا
شخص تھا جس نے کشمیر پر قبضہ کیا پھر شالباہن ہوا جس نے بودھوں کو اپنے
جوش کا یہ نمونہ دکھایا کہ اونہیں کا ملتا ہوا جزیرہ جاوا تک چلا گیا۔ نہیں
معلوم تم نے کس لیئے سرکشی پر کمر باندھی ہے۔ اور اپنی نیکنامی کو برباد کیا چاہتے
ہو۔ ہم دوستانہ صلاح دیتے ہیں کہ اپنے ملک آبائی پر قناعت کرو اور بہت
جلد کشمیر کو لوٹ جاؤ ورنہ نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔
یہ تحریر جونہی ابھے مان کے پاس پہنچی اور کرشنا نے اسکا مطالعہ کیا اپنے
زعم میں اس نے اُسے چاک کر ڈالا۔ اور قاصد کو زبانی حکم دیا تم فوراً ہمارے کیمپ
سے نکل جاؤ۔ تلوار ہمارا تمہارا فیصلہ کریگی۔ یہ خبر بہت جلد مہاراجہ بھوج کو اوجین
میں پہنچائی گئی۔ اور یہ چھٹی صدی بکرمی کا انقلاب ایک خوفناک جنگ کی
صورت میں تبدیل ہو کر جنگ لونی اور ملتان کا سبب ہوا۔ اور وہ معرکہ آرائی
ہوئی جسے سمت ۵۹۵ بکرمی کی تواریخی دنیا میں یادگار رہیگا۔ لہٰذا ہم اپنے معزز
احباب کو جنگ لونی اور ملتان کا سین دکھاتے ہیں۔

لونی و ملتان کا جنگ

مہاراجہ بھوج جو ابھی تک جواب کا منتظر تھا اپنی توہین کی خبر سنکر
نہایت بیقرار ہوا اور اسی وقت دربار منعقد کیا اور اس دربار میں جس شخص نے
پہلی تقریر شروع کی مہاراجہ بھوج تھا۔ پھر جنے ممبر پر کھڑے ہو کر اہل دربار کو
اس طرح مخاطب کیا۔

کلمہ پردازوں نے اصولات انسانی ہمدردی کو بالائے طاق رکھکر مذہبی اتفاق کے
سر موڑ ہو، جو تھوڑی کوششوں سے کامیابی کی صورت پکڑ چلا تھا اپنے ظالم
اب یہ دھرم کی لڑائی بڑے پیمانہ پر ہوگی۔ افسوس اس
بات کا ہے [illegible] وہ جو قوم ہنر کا فرمانروا ہے اتنی خبر نہیں کہ ایک شہنشاہ کے مقابلہ
میں ایسا شخص جسکی آمدنی محدود ہو اور جس کی سلطنت معمولی حیثیت سے بھی کم
وقعت رکھتی ہو کیا اور کس طرح کامیاب ہو سکتا ہے۔ مگر نہیں اُسے اپنی قوم اور
کارپردازاں پر ناز ہے۔ اس لیئے شہر دھار انگریزی کے بھی بہت آدمی ضائع ہو گئے
مگر کیا شاہ مالوے کے راج کا بچہ بچہ قومی اور ملکی ترقی کے اصول کو نہیں جانتا
نہیں سمجھتا ہمارا خیال ہے کہ ہماری حکومت کے رہنے والا ہر ایک فرد بشر ان
مسائل اور علوم سے واقف ہے جو ملکی ترقی اور توسیع مملکت کیلئے لازمی ضروری
اور لابدی ہیں۔

اب چونکہ جنگ کا آغاز خود انہی کی طرف سے ہے اور وہ قوم ہمارے شریفانہ
برتاؤ کو بھلا کر ہمیں پاؤں میں روندنا چاہتی ہے پس ہم بھی اس عالم الغیب
کے بھروسہ پر میدان جنگ میں جاتے ہیں اور اس سے دعا کرتے ہیں کہ وہ
ہماری مدد کرے کیونکہ جنگ ضرور ہوگا۔ ہم اپنے مذہبی اصولوں کو مانتے ہوئے پرماتما
کا شکر کرتے ہیں کہ تو ہنر کے خون خرابہ کی خبر سنتے ہی ہماری تمام قوم اور
سچے ویدک دھرم کے ماننے والے لوگوں کے دلوں میں جوش ملی اور قومی
بھر گیا۔ اور اس خود غرضانہ حملے پر تو ان جیسے مہاتما اور بہت سے لوگوں نے عام یہ
اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔ ایشور پرماتما پر ان کو نہایت خوشی کے ساتھ یہ بھروسہ
ہے کہ وہ فتح اسی قوم کو دیگا جو راستی پر ہوگی۔ ہماری پرجا ہمیں امید ہے
ہمارے ساتھ ہو کر اسی طرح لڑیگی جسطرح ہمارے بزرگوں مہاراجہ بکرماجیت
اعظم مالدیو مالپور وغیرہ کے زمانہ میں لڑتی تھی۔ ہمارا یہ یقین کہ ہماری رعایا ہمارے
ہمراہ ہوکر اور جانبازی کے ساتھ قوم ہنر سے لڑکر اپنے ملک اور اپنی قوم کیلئے پھر

تھا ہی دیا کرتے کی جو ہمارے باپ راجہ سندپال کے زمانہ میں تھا بڑا قوی
ہے کیونکہ ہم کو اپنے ایام طفولیت کے ہی زمانہ سے اس امر
کی تمام کاموں کا انحصار خواہ وہ دینی ہوں یا دنیوی پر
ستودہ صفات کی مدد پر ہی موقوف ہیں پس ہم کو اس کی ذات کا بھروسہ ہے
اور ہماری رعایا بھی اپنا بھروسہ اسی پر رکھتی ہے اس لیے عزت وامن اور
آزادی قائم و برقرار رکھنے کیلئے ہمارے بہی خواہ ملک اور قوم تیار ہو کر مدافعت
کیلئے کمریں باندھیں اور کل ہی مقابلہ کیلئے کوچ کریں۔

مہاراجہ بھوج کی مندرجہ بالا جوشیلی اسپیچ سے لوگوں کے سینہ میں خون
شجاعت نے حرکت کی۔ ان کے دل جوش انتقام کیلئے دونے ہوگئے اور ہر کسی
نے مہاراجہ بھوج کی تقریر کے اختتام پہ یہ نعرہ مارا۔ ہم اپنے مہاپرتاپی اولوالعزم
مہاراجہ کیلئے قوم ہنود کے سرغنوں سے ضرور اپنے دھرم اور اپنی قوم کی رکھشا
کیلئے لڑینگے۔ خواہ ہم مارے جائیں یا ماریں لیکن اپنے جیتے جی سلطنت مالوہ
کی وسعت اور حکومت میں فرق نہ آنے دینگے۔

شہر دھار میں جہاں درباری اپنے اپنے جوش وخروش میں اپنے دیس اور
اپنی قوم کیلئے اپنا اپنا جان ومال وقف کرنے اور رعایا میں بودھوں کے برخلاف
جوش پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہیں دوسری جانب ملتان کے
قریب ریگستان میں ایک موقعہ پر راجہ ابھے مان اور اس کے وزیر کرشنا
کا کیمپ پڑا تھا۔ اور کرشنا اپنے قومی اور مذہبی سوسائٹی میں یہ تقریر کر رہا تھا۔
ہم اسوقت جنگ کیلئے قطعی تیار ہیں۔ گذشتہ زمانہ میں ان اگنی کل والوں
نے ہمارے دھرم اور ہماری قوم کو بالکل برباد کر دیا تھا۔ اور اب ہم کو سیح رکھنے
اور کشمیر کو لوٹ جانے کی برداشت کرتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوگا کیا کشمیر اور اسکے
قرب جوار کے رہنے والوں نے اور اکثر پیشہ وروں نے اپنے پیشہ کو چھوڑ
کر ان ویدک دھرم رکھنے والوں لوگوں سے لڑنے کی قسم تو نہیں کھائی کیا انہوں نے

ہے۔ دور اگر ایسا اتفاق ہوا کہ وہ ترک سلطنت کیطرف راغب ہو گیا۔

واقعات ترک سلطنت

ضرورت بیان نہیں کہ مہاراجہ بھوج اپنے دلیس اور اپنی قوم کی اونتی و ترقی کیلئے کیسا لائق ایک ودوان پنڈت ہوا تھا گیانی سورمبیر اور فلاسفر تھا۔ کیونکہ اس کے زمانہ کی تحریر شدہ سند ناؤں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے ترقی علم کیلئے ایک ایک لاکھ روپیہ ایک ایک شلوک کے تیار کرنے میں ودوان عالموں کو انعام دے ڈالا۔ مگر تعجب ہے کہ یہ ہے کہ وہ ایک عظیم الشان سلطنت چھوڑ کر دنیا سے کنارہ کش ہو کیوں ہو گیا۔ اس نے کیوں ایسا کیا۔ سنیئے۔

وہ مہاراجہ بھوج جو اپنے عہد کا بے نظیر نامور گزرا ہے۔ فتوحات ملکی دعیتاں سے بعد ایک روز جبکہ آفتاب مشرقی مطلع سے تیزی کے ساتھ نصف النہار تک پہنچکر مغربی افق کیطرف لٹکتا جاتا تھا یہ ایک پہاڑی پر گلگشت میں مصروف تھے۔ آپنے دیکھا کہ ایک چھوٹے سے کھیت میں جو نہایت ہی سرسبز پھولدار سے نمونہ فردوس بن رہا ہے۔ اس کا مالک مچان پر بیٹھا ہوا شور مچاتا ہے۔ ہاں کوئی ہے فوراً پہاڑی پر جاؤ۔ اور بھوج کو پکڑ لاؤ۔ کے میں اوستے رپاؤ نگا وہ نالائق ہے سلطنت کے قابل نہیں یہ باتیں سنکر مہاراجہ بھوج دل میں نہایت رنجیدہ ہوئے اور اپنے اردلی کے دو سپاہیوں کو حکم دیا کہ فوراً اس دہقان کو پکڑ لاؤ کیا وجہ ہے یہ کس لیئے مجھے نالائق بکتا ہے۔ میں نے کونسا ناقص کرم کیا ہے کہ وہ مجھ سے لڑنا چاہتا ہے۔ سپاہی حکم پاتے ہی کاشتکار کو مہاراجہ بھوج کے پاس لے آئے وہ اپنے ولیعہت

شکل دیکھکر مانند بید کانپ کر اور تھر تھر اکر بولا میں نے حضور کا کیا قصور کیا ہے؟ کہ مجھے پکڑوا منگایا۔ اور مجھکو ذلیل کیا۔ کیا میں عالم نہیں ہوں۔ کیا میں دید و دیا نہیں جانتا یا اپنے ویدک دھرم سے پھر گیا ہوں۔ میں کس قصور کا ۔۔۔ ہوں۔

مہاراجہ بھوج اس کی مندرجہ بالا تقریر سُنکر کہنے لگا خوب اور روبرو تو کیا ہو لا بنتا ہے۔ جھوٹ بولتا ہے۔ اور راست گو کہلانا چاہتا ہے۔ اور رے ابھی ابھی تو مچان پر بیٹھا ہوا بک رہا تھا کوئی ہے راجہ بھوج کو پکڑ لائے ہیں اُسے لڑونگا۔ وہ راج کرنے کے لائق نہیں ہے۔ ہاں بتا تو سہی میرا ایسا کونسا فعل ہے کہ تم میری ذات پر یہ الزام لگاتے ہو۔

دہقان کے یہ بات سُنکر ہوش اڑگئے اور اس نے یہ فقرات کہنے سے قطعی انکار کیا۔ آخرکار مہاراجہ بھوج نے اس کا قصور معاف کیا۔ اور وہ پھر مچان پر چڑھ کر اسی طرح بکنے لگا۔ مہاراجہ بھوج اس کی حرکت سے بہت متعجب ہوا۔ اور اصلی نوعیت دریافت کرنے کیلئے انہوں نے اپنے ارکان سلطنت اور پنڈتوں کو جمع کیا۔ آخرکار سب کی رائے یہ قرار پائی۔ کہ اس جگہ ضرور کسی ایسے مہان گیانی پراوپکاری راجہ کا خزانہ ہے۔ کہ جس کے مقابل یا جس کا ثانی تین ہزار برس گذشتہ کے اندر دوسرا نہیں ہوا۔ یہ جگہ کھدوائی جائے اغلب ہے کہ اس کا کوئی نشان اس جگہ ملے گا۔

پنڈتوں کے پاس ہونے کے بعد مہاراجہ بھوج نے وہ جگہ جہاں دہقان کھڑا تھا کھدوائی تین بانس کی گہرائی پر ایک زریں آسن نمودار ہوا جس پر بے بہا جواہرات جڑے تھے۔ اور پاؤں کی جگہ ۳۲ پتلیاں طلائی اسمیں لگی تھیں۔ وہ باہر نکلوایا گیا اور ڈیڑھ ماہ کی صفائی کے بعد جب مہاراجہ بھوج نے اُسے دیکھا تو بالکل اس پر آنکھ نہ ٹھہرتی تھی۔ یہ مہاراجہ بکرماجیت اعظم کا سنگھاسن تھا۔ مہاراجہ بھوج نے ایک ساعت میں اوسپر بیٹھنے کا ارادہ کیا۔ مگر جونہی اس نے پاؤں اٹھا کر سنگھاسن پر رکھا جھٹ اس کی نظر ایک

تختی پر پڑی۔ جس پر عبارت ذیل کندہ تھی۔

یہ مہاراجہ بکرماجیت اعظم کا سنگھاسن ہے۔ اور مہاراجہ بکرماجیت وہ
راجہ تھا۔ جس نے اپنی پرجا کو اپنی زندگی بھر خوش رکھا۔ وہ کسی کو بھوکا پیاسا و
لاچار نہ دیکھ سکتا تھا۔ یہ پیشتر کے بعد بھی ایک فرمانروا ایسا ہوا ہے جس نے
لوگوں کے قرضے چکائے۔ رعایا کے امن و آسائش کے جو وہ سامان کیئے جو
تحریر میں آسکتے ہیں نہ بیان کیئے جاسکتے ہیں۔ تاہم چند واقعات عہد
مہاراجہ بکرم ان پتلی وار پایوں پر۔ جو اس میں لگے ہیں کندہ ہیں۔ جو شخص
اس سنگھاسن کو پاکر اس پر بیٹھنے کا ارادہ کرے اُسے لازم ہے کہ پہلے
مہاراجہ بکرم کے کارنامے پڑھ لے۔ اس کے بعد اگر اپنے آپکو وہ شخص
اس پر بیٹھنے کے قابل سمجھے تو شوق سے اس پر جلوس کرے۔ ورنہ اسی جگہ جہاں
سے کہ اس نے سر نکالا ہے۔ پرتھوی کے سپرد کردے۔

مہاراجہ بھوج اس تحریر کو پڑھ کر نہایت بے قرار ہوا فوراً اپنا پاؤں
سنگھاسن سے کھینچ لیا۔ اور ۳۲ یوم تک روزانہ کارنامہ ہائے مہاراجہ بکرم
مطالعہ کرتا رہا۔ آخرکار جب اپنے آپ کو اس قابل نہ دیکھا تو سنگھاسن
اسی جگہ جہاں سے کہ اس نے نکالا تھا اُسے دفن کرادیا۔ اور نہایت عبرت
کے ساتھ دنیا کو خیرباد کہکر گیروا بستر پہنکر جنگل کو چلا گیا۔ یہ سمت ۹۵
بکرمی کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد وہ ۲۴ برس تک زندہ رہا۔ لیکن اپنی زندگی میں
لوگوں کو یہ اُپدیش کرتا رہا۔

یہ دنیا ہے نہ راحت ہے نہ شادی ہے نہ غم۔ فقط ایک حالت کا دوسری
حالت سے مقابلہ ہوتا ہے۔ انسان کو مناسب ہے جہاں تک ہوسکے اور
جب تک زندہ رہے ہمیشہ نیکی کرتا رہے۔ یہی مہاراجہ بکرم کا سچا اپدیش
ہے جو دنیا اور میری نجات کا وسیلہ ہے۔

(الف) وہ اپنی قوم کی حمایت کرتا اور انکا مربی و سرپرست تھا۔

ہم خیال کرتے ہیں ہمارے اہل وطن امور بالا کو دیکھ کر چونکیں گے۔ اور اس شعال بدتمیز کی طرح جو اکثر غرور کی باتیں پکار اٹھتا ہے (پدرم سلطان بود) اور اس کا غرور توڑنے کے لیئے ذوسرے شور مچاتے ہیں۔ تھا چہ تھا چہ۔ ایک تازہ سبق حاصل کر کے کھوئی ہوئی دولت مٹی ہوئی عظمت کے واپس لانے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ ہمارا اور ہمارے وطن اور ہماری قوم کا سرمایہ عظمت تو [illegible] پیدا ہوسکتا ہے جبکہ اندھا دھند تقلید کو چھوڑ کر ہم یہ کہنا بھول جائیں کہ ہمارے باپ بڑے صاحب اقبال تھے و اد اصحب ایسے وقتوں میں سات سو آدمی ان کے رسوڑے میں کھانا کھاتے تھے۔ عقلمندوں کے نزدیک ایسی تقریر کرنے والے کبھی قابل عزت خیال نہیں کیے جاتے کیونکہ انسان تین حالتوں سے کسی ایک حالت میں ضرور رہتا ہے۔

اول یہ کہ جیسے باپ ویسے آپ۔
دوم باپ کمتر بیٹے برتر۔
سوم باپ برتر بیٹے کمتر۔

پس سرمایہ وہی خوب ہے جو قوت بازو سے مہیا کیا جائے تب ہی انسان کو ناز و فخر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ میرے دوستو سوچو غور کرو تمہارے بزرگ تمہاری طرح تعصب کی زنجیر سلسل میں گرفتار نہ تھے۔ وہ ہر اوپکار کے کاموں میں بڑی خوشی سے حصہ لیتے تھے۔ ہم کہہ سکتے ہیں تم انہی کی اولاد ہو پھر کس سبب سے وہ کوشش نہیں کرتے جس سے مشہور و معروف دہر ہو۔

ہم نے مانا گردش روزگار نے تمہاری حالت تباہ کردی اور بہت سی ایسی نسلیں گذر گئیں جن کے نام و کام کا نشان تک باقی نہ رہا۔ مگر

کیا اس قومیت کے تم پیچھے پانے پر کبھی اپنے دل پر نظر کروگے۔ اور اپنی خیالی اور فرضی قصے کہانی سنا کر دل خوش کر لیا کروگے۔ کہ ہمارے بزرگ بڑے صاحب کمال تھے۔ تمام دنیا کے استاد تھے۔ انکی شان کی عظمت ایک عالم پر عیاں تھی۔ ان کی تلوار کا لوہا ایک زمانہ مانتا تھا۔ انکا علم ان کا زور ان کا حوصلہ اور استقلال ان کی ایجادیں ان کا شہرہ اور فلسفہ ان کی دھاک [illegible] سب کچھ تھی مگر تم ان کے حقیر ذلیل کمینہ وحشی ہندوستانی قلی ہو۔

میرے دوستو خود غرضی کے جامہ کو پھاڑ کر مہاراجہ جیوت کے اس سے سبق سیکھو جو اس نے اپنے پیارا چھ کو لکھا اور نشہ ناشی کی نیند سے ہوش میں آکر ذرا غیرت و شرم سے اپنے مردانہ کو کام میں لاؤ اپنی جد جرأت وحدت کا نمونہ بنو۔ مردہ دلوں میں جان ڈال کر دل اور حوصلہ کو ہمت اور استقلال سے کام لو۔ اور آگے تقلید کرنی ہے تو ان مشہور ہستیوں ان امور کی تقلید کرو جو اس عالی جاہ مہاراجہ کی طرح تاریخ عالم میں اپنی شہرت سے مشہور ہیں۔

میرے معززین میں اپنا دلی [illegible] بہت کچھ عرض کر چکا۔ اب میں [illegible] خاموش ہوتا ہوں۔ شاید اپنی حیات میں اس نتیجہ کو دیکھ سکوں جسکی مجھے امید کیونکہ دنیا بامید قائم ہے۔ اب ہر شخص اس کے مطالعہ سے نتائج اخذ کرے مجھے زیادہ گوئی کی ضرورت نہیں۔

تمام شد